



## مولانا امین صفدر اوکاڑوی کے جھوٹ یا زبیر علی زئی کذاب؟

اسلام علیکم

یہ ٹاپک اصل میں خان بیہانی کا ہے جو انہوں نے کچھ عرصہ پہلے بنایا تھا۔ یہ ٹاپک اصل میں رشد کذاب کے ٹاپک کا جواب ہے جو بنام ”کچھ امین اوکاڑوی کے بارے میں“ یہاں موجود ہے۔

<http://www.ahlehaq.com/forum/viewtopic.php?f=14&t=679&sid=bb8838021de8d26b28bed80be5bc9a51>

اور میری یہی یہ خواہش تھی کہ اسکو اردو میں کر دیا جائے اور پھر خان بیہانی نے یہی حکم کیا تھا کہ اسکو اردو میں کر دو میں نے اس پر کام کافی عرصے پہلے ختم کر لیا تھا لیکن پھر کچھ وجوہات کی بنا پر پوسٹ نہیں کر سکا تھا پھر ایک مسئلے پر اسی فورم کے ایک ممبر سے کچھ مواد لیا تجلیات میں سے جس میں سے زبیر علی زئی کو جواب نکلا اس ہی میں ان اعتراضات کا جواب بھی تھا جو رشد صاحب نے ”آل پیرداد“ کے رسالے سے کاپی کیے تھے سوچا کہ ایک الگ سے جواب لکھنے میں وقت بھی زیادہ لگے گا اور محنت بھی زیادہ لگے گی اسی لیے اسی میں جمع کر دیا جائے جس سے سارا مواد ایک جگہ جمع ہو جائے گا۔

الحمد للہ! میں اس جواب میں رشد صاحب کے سارے جھوٹ اور فریب میمیز کے سامنے رکھوں گا جو انہوں نے مناظر اسلام فاتح غیر مقلدیت حضرت علامہ مولانا امین صفدر اوکاڑوی کے خلاف اپنے ٹاپک میں لکھے تھے اصل میں یہ ٹاپک تہرائی غیر مقلد زبیر علی زئی کے رسالہ ”امین اوکاڑوی کے تعاقب میں“ سے چھاپا گیا ہے جس کی گندی زبان سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے لیکر آج کے دور تک ایک عالم ایک ولی بھی محفوظ نا رہے خیر یہ اعتراضات آج بھی کرتے ہیں اور یہ توجہ نہیں دیتے کیونکہ یہ حربہ شروع میں بریلوی رضا خانی مذہب کے پیروکاروں نے اپنایا جس میں وہ ناکام ہو گئے لیکن آج جب دلائل کا جواب غیر مقلدین نہیں دے سکتے تو انہوں نے یہی رضا خانی مذہب کی تقلید کرتے ہوئے انکا ہی حربہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے جس کی واضح مثال اس فورم میں دو ٹاپک ہیں۔ خیر اب آتا ہوں رشد صاحب کے جھوٹ کی طرف:

### جھوٹ نمبر ایک:-

اس میں اگر رشد صاحب کو تھوڑی سی شرم آجاتی تو اچھا ہوتا لیکن رشد کا مذہب جھوٹا اور یہ لوگ اکیسی ہی تعلیم دیتے ہیں۔ رشد صاحب آپ کے ٹاپک کا پیج میں ساتھ ساتھ دے رہا ہوں۔  
رشد صاحب نے اپنی پوسٹ میں لکھا ہے کہ یہ سب حقائق ہیں۔

”یہ جنس انسانی کے لئے مقرر کیا گیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

تو ایسے سب سے پہلی حقیقت کا جائزہ لیتے ہیں۔

رشد صاحب زبیر علی زئی کی طرف سے چھاپتے ہیں۔



”میں نے کہا۔ سب سے بڑی بات نکلی کہ ملاقات ۰۰۰ سما ہے وہ لی موہر پر پتہ بالوں کی خانہ چائے کا اینڈ نو کے وقت تک نہ آئے۔ میں ۰۰۰ سما پتہ چور ہوئی۔“ [تحقیق مسند میں ص ۳۶، ترجمہ: مال کی اس ۵۹ سے گائیٹا اقامت، تقریر ۱۹۸۰ء]

**جواب:**

اپنے ٹاپک میں اسکا جواب خانی بھائی نے 2006 کی چھپیں ہوئی تجلیات کا سکین پیج دکھا کر دیا تھا۔ جو آپ یہاں دیکھ سکتے ہیں اس میں بات کو واضح کرنے کے لیے الفاظ کو لال رنگے سے ہی ہائی لائنٹ بھی کیا ہے۔

پڑھا کرتے تھے اور وہ عیدین میں آذان بھی کہتے تھے اور اقامت بھی۔ (معارف السنن ص ۳۶۰، بحوالہ تہذیب الآثار بطبری) بلکہ طحاوی شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۲۷، ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۹۸ میں ہے کہ وہ سرے سے آئین ہی نہ کہتے تھے (ص ۱۲۰ ج ۱) نہ رہے پانس نہ بچہ بائسری۔

کہنے لگا عطاء نے دوسو صحابہ رضی اللہ عنہم کو آئین کہتے دیکھا، میں نے کہا سرے سے یہ صحابہ نہیں کہ عطاء کی ملاقات دوسو صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہوئی ہو اور یہ تو پانچ سو صحابہ کے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے وقت کسی ایک شہر میں دوسو صحابہ رضی اللہ عنہم موجود ہوں۔

انہاں بعد جب خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ۲۰ رکعت تراویح شروع ہوئیں اس کو تو آپ بدعت کہتے ہیں تو اب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے فضل سے استدلال کر کے اس کی تہذیبی ضرورت کیوں نہیں بنے ہو؟

پھر بھی ان روایات میں یہ نہیں ہے کہ چھ رکعات میں بلند آواز سے اور باقی گیارہ رکعات میں آہستہ۔

ہمارا تو ایسے اجتہاد کو دور سے سلام ہے کہ کبھی شرک کی دلدل میں پھنسے، کبھی بدعت کی داوی میں پھنکے، کبھی کسی کی تقلید شخصی کرے لیکن پھر بھی مقلدین کے سامنے ہتھیار ڈال دے۔

الغرض مقتدیوں کا امام کے پیچھے چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور باقی گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آئین کہنا نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں، نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدیوں سے ثابت ہے نہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے مقتدیوں سے۔

آخر جب اسے کوئی دلیل نہ ملی تو کہنے لگا چونکہ امام کا آئین بالجبر کہنا ثابت ہے اس لئے مقتدیوں کے مسئلے کو ہم نے اسی پر قیاس کر لیا ہے، میں نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ آخر کار آپ کے اجتہاد کی تان قیاس پر ہی آکر ٹوٹتی ہے تقریروں اور تحریروں میں اس کو کار شیطانی کہا جاتا ہے اور اندرون خانہ قیاس کے سامنے جھکے گئے جاتے ہیں۔

”ان کے نزدیک اسلام ہونے لگا تو ان کا مرکز بنے حضرت عطاء، ان کے ان روایات میں تحقیق ہیں دوسو صحابہ پر ہم سے ملاقات کا

شک حاصل ہے۔“ (مذاہب اسلامیہ ص ۱۰۷، مناقب اہل بیت ص ۱۰۷، دلائل نبویہ ص ۱۰۷)

میں کوئی قرأت نہیں (نہ قاتح) اور حضرت سالم کے بعد مدینہ منورہ میں بلا شرکت غیرے امام مالک کا فتویٰ جاری ہوا آپ فرماتے ہیں: قرۃ الفاتحة لیس معمولاً بھائی بلدنا فی صلوة الحنارۃ (عمدة القاری)

نماز جنازہ میں قاتح پڑھنے پر ہمارے شہر میں عمل نہیں ہے۔۔

ابن بطال شارح بخاری فرماتے ہیں کہ جو صحابہ جنازہ میں قاتح پڑھنے والوں پر انکار فرماتے تھے ان میں حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ امام مالک ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے خلافت راشدہ سے لے کر ۱۷۹ھ تک مدینہ منورہ میں جو جنازے پڑھے گئے ان میں قاتح نہیں پڑھی گئی۔ صحابہ تابعین و تبع تابعین میں سے مدینہ منورہ میں ایک شخص کا نام بھی پیش نہیں کیا جاسکتا جو نماز جنازہ میں قاتح کو فرض کہتا ہو اور اس نے یہ فتویٰ دیا ہو کہ مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفاً کے قبرستان میں جتنے لوگ دفن ہیں، سب بلا جنازہ دفن ہیں۔ اور تو اور کوئی مائی کالا! یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ خلفائے راشدین یا مشرعیین میں سے کسی ایک کے جنازہ میں سورۃ قاتح پڑھی گئی ہو۔ ویدہ باید

نہ تنجز انھے گا نہ نکوار ان سے

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

J110GT NO: 1  
(KHAN0112)

دارالاسلام مکہ مکرمہ:

مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے حضرت عطاء بن ابی رباح یہاں کے مفتی ہیں، بقول غیر مقلدین ان کو دو سو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے و نحو جلیل القدر تابعی ہیں اور آپ کے شاگرد و تبع تابعی ہیں، پورا خیر القرون ان کی نظر میں ہے، آپ سے جب نماز جنازہ کی قاتح کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ حیران ہو کر فرما تے ہیں ما سمعنا بهذا (ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۹) ہم نے جنازہ میں قاتح پڑھنا کبھی سنا ہی نہیں بلکہ ملاوس و عطاء کاانا پنکران القرۃ علی الحنارۃ (ابن ابی شیبہ ج ۳


یہاں پر آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جو الفاظ رشد صاحب نے لکھے تھے ان میں "بقول غیر مقلدین" کے الفاظ نہیں تھے لیکن جو سکین پیچ خان یھانی نے پوسٹ کیا اس میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ اس کے جواب میں رشد صاحب نے خان یھانی کا اعتراض جو اوپر آپ دیکھ سکتے ہیں اس کو "کوٹ" کر کے لکھتے ہیں:

جواب:-

یہ بات ۱۰۰ باطل ہے۔ جھوٹ سب کہ میں نے اصلی حوالے میں اپنی طرف سے لکھی ہے۔ یہ بات انہیں انکار سے مانع  
 ہوگا۔ اسی صاحب کی کتاب میں ۷۰ تا ۷۱ پر جس نے قرآن کریم میں "بھول چہ" قلم لکھا ہے ان کو "بھول چہ" قلم میں  
 الزام ہے اس حوالے کو پیش کر کے پڑھو گے گا ان کا "ختم و خلس" ہو گا۔

تعلیمات مقررہ سے حوالے سے یہ بات ٹھکان صاحب نے قرآن کی سب سے زیادہ اسی بات کا تعلق ہے کہ وہ بڑی تاثیر  
 ہوگا۔ اسی صاحب کے "مذہب" اور "تسلط" پر یہ دو اہل علم کے لئے لکھے گئے ہیں۔ اسی بات کو لے کر کے عبارت کو دل رہے ہیں۔ "بھول چہ" قلم میں ان  
 لکھے ان کا رد کا جو مادہ انسانی کے ایک طرف تو ان کا اسی صاحب کو الزام ہے۔ چنانچہ کیا ہے "اردو کی طرف ہم نے یہ الزام مان کر دیا کہ ہم  
 ان کا اسی صاحب پر لکھا الزام پھر یہ ہیں۔ یہ قلم بھی ایک بات ان لوگوں کی امانت ۱۰۰ بات کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔ اسی  
 صاحب کی عبارت ان کی کتاب کے اصلی نسخے کے ساتھ ساتھ مل کر ہے۔

یہ بات لکھنے کے بعد رشد صاحب نے مجموعہ رسائل کے سکین پیجز پوسٹ کیے۔

کہ مکرر بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے حضرت عطاء بن ابی رباح  
 میں کے مفتی ہیں، وہ سو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے    
 انقدر نابغی ہیں اور آپ کے شاگرد شیخ نامی ہیں پورا خیر القرون ابن ابی نظر  
 میں ہے آپ سے جب نماز جنازہ کی فاتحہ کے بارہ میں دریافت کیا تو آپ  
 حیران ہو کر فرماتے ہیں ما سمعنا بهذا (ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۹) ہم نے  
 جنازہ میں فاتحہ پڑھنا کبھی سنا ہی نہیں بلکہ طوائس و عطا کا نکتہ ہے۔ لعنہ  
 علی الحسارۃ (ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۹) حضرت طاؤس اور حضرت عطاء  
 دونوں نماز جنازہ میں قرأت (فاتحہ پڑھنے) کا انکار فرماتے تھے۔ اس سے معلوم  
 ہوا کہ پورے خیر القرون میں کہ معظہ میں ایک شخص بھی نماز جنازہ میں  
 قریش کا قائل نہ تھا۔ سب جنازے بغیر فاتحہ کے پڑھے جاتے تھے کہ فاتحہ  
 نہ پڑھنے والوں پر کسی نے بھی انکار نہ کیا اور ابن کے لیے فاتحہ نہ پڑھنے کو  
 مروود کی پہچانی نہ کسی اور اگر کسی نے جسولے سے پڑھ لی ہو تو انکار علماء نے  
 اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا چنانچہ ایک وفد حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے  
 جنازہ میں سورۃ فاتحہ اور ایک سورت پڑھی۔ چونکہ خیر القرون میں یہ یلب  
 انوکھی بات تھی اسی وقت آپ کا بازو پکڑ کر پوچھا گیا کہ یہ کیا؟ یہ۔۔۔ یہ  
 سہ کہہ کر جان چھڑائی کہ یہ نماز جنازہ پڑھنے کا ایک غیر معروف طریقہ ہے  
 جسے عام صحابہ تابعین نہیں پہچانتے اس لیے آپ نے لفظ سنت کہہ کر جان  
 فرمایا۔ اس کے بعد ابن عباسؓ نے بھی کبھی فاتحہ نہ پڑھی بلکہ جب آپ نے  
 حضرت ابو حمزہؓ کو نماز جنازہ کا طریقہ سکھایا تو فرمایا تفسلی علی لحن  
 و نکبر ولا ترفع ولا تسجد (مسند صحیح بخاری ج ۳ ص ۳۷۱) میں  
 نماز جنازہ میں تسبیح و تکبیر ہے مگر سجدہ نہیں قرأت کا ذکر تک۔ فرمایا۔  
 وار الاسلام کوثر

کوثر حضرت فاروق اعظمؓ نے آہوا کیا وہاں تقریباً سترہ سو صحابہ قیام تھے۔

رشد صاحب کا کہنا یہ تھا کہ مولانا صاحب رحمۃ اللہ کی من مانی تحریف کو بچانے کے لیے دیوبندیوں نے  
 ان تحریفات کو بدل دیا۔

**یہ تحریف نہیں کتاب کی غلطیاں ہیں:**

یہ اصل میں تحریف نہیں بلکہ کتاب کی غلطیاں ہیں اسکے بارے میں خود مولانا امین صفدر اوکاڑوی  
 رحمۃ اللہ کا فرمانا یہ ہے۔

”البتہ مجموعہ رسائل میں کچھ کاتب کی غلطیاں تھیں۔ ناشر نے یہ ضروری اعلان لگا دیا کہ اگر ان رسائل میں کوئی غلطی ہو تو وہ غلطی مرتب کی سی کوتاہی سمجھیں نہ کہ مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمۃ اللہ کی (مجموعہ رسائل جلد سوم ص 4)“

اس حوالے کا سکیں پیچ انشاء اللہ آپ اسی مضمون میں آگے چل کر ملاحظہ فرمائیں گے۔  
رشد صاحب کا یہ بھی کہنا تھا کہ غلطیوں کے بارے میں کہا جاتا کہ غلطیاں تھیں تو میں یہ شبہ بھی دور ہو گیا میرے خیال سے جو مجموعہ رسائل رشد صاحب نے سکیں کیے ہیں انکو ہی غور سے دیکھ لینا چاہیے جہاں ناشر نے غلطیوں کے بارے میں کہا ہے۔  
اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مولانا امین اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں

”غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے دو سو صحابہ کو امام کے پیچھے آمین کہتے ہوئے سنا۔ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ اس لیے میں نے اس کی صحت کا انکار کیا خود البانی غیر مقلد بھی کہتا ہے کہ اس کے راوی خالد بن ابی انوف کا ثقہ ہونا ثابت نہیں۔ ہاں بعض جگہ میں نے غیر مقلدین کو الزامی طور پر جواب دیا کہ آپ کے ہاں تو عطاء کو دو سو صحابہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ اس بات کو انہوں نے تضاد کا نام دیا۔ جہاں ملاقات کا ذکر ہے وہ غیر مقلدین کا عندیہ ہے، جہاں انکار ہے وہ میرا عندیہ ہے۔

(تجلیات صفدر جلد 4، ایک خط کا جواب، صفحہ 236)

جھوٹ نمبر ۲:-

اس جھوٹ پر آپ کا الزام اسی پیچ پر موجود ہے جو جھوٹ 1+2 والے Images میں ہے جس میں آپ نے ام یحییٰ کا کہا ہے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ مولانا نے اسی سے اپنی دلیل کے لیے روایت لی جناب۔۔

اول تو یہ وہ دعویٰ نہیں ہے کیوں کہ آپ علم اسماء الرجال سے اتنے ناواقف ہیں کہ کیا کہوں ام یحییٰ کے نام سے بہت سے راوی موجود ہیں اور آپ نے صرف یہ الزام توہو یا۔ خیر مولانا نے جو روایت اپنی دلیل پر دی ہے اس کی سند پیش کرو اور ثابت کرو کہ یہ وہ ہی ام یحییٰ ہے؟ ام یحییٰ کے والد کا نام اور کنیت بتا دیں؟ جس کو مولانا نے مجھول کہا ہے چیلنج ہے تمہیں اور اس دلیل والی روایت کی سند پیش کرو اور اس میں ام یحییٰ بتلو اگر یہ وہ ہی ام یحییٰ ہے تمہارے چھوٹے بڑے سب کو چیلنج ہے Rushed صاحب آپ صرف جھوٹ بول سکتے ہیں یہ آپ کے بس کی بات نہیں مولانا کو جتنا حدیث کا علم تھا اتنا آپ کے عالموں کو نہ تھا انہوں نے جوانی سے موت تک احادیث پڑھائی ہے اس کو اتنا پتا نہیں ہو گا؟ لیکن جھوٹ تو آپ کو بولنا سی تھا اس کے پیچ 3 اور 4 دیکھ لیں اور احادیث کی سند پیش کریں۔

(KHAN001)

۲۰۱۶ء کا ایک رہنما ہے، ہرگز نہ ہی صاحب جہاں آئے وہاں سے لکھیں

”اسلام ٹائمز“ کے بانی و مدیر مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب نے ۱۳۳۹ھ میں

”ہاتھوں“ خدا جانے کس لفظ کا ترجمہ ہے، پھر ابن خزیمہ واپسی روایت نقل کی ہے جس کا ضعیف ہونا بیان ہو چکا ہے، پھر طاؤس کی مسلسل اور ضعیف سند جس کا راوی سلیمان بن موسیٰ ہے، یہ بھی ضعیف حدیث ہے، محمد بن حجر ضعیف، سعید بن عبد الجبار ضعیف اور امام متکی جھوٹے ہیں پھر ابن عباس کا قول جو بالکل جھوٹا ہے نقل کیا ہے کیونکہ راوی روح بن اسید جھوٹی احادیث بناتا تھا۔

یہ شاذ و متروک اور ضعیف روایات بھی اس کے دعویٰ کی دلیل نہیں، کسی ضعیف حدیث میں بھی سنت یعنی واقعی عمل مذکور نہیں۔ خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، کسی ایک صحابی، ایک تابعی، ایک تبع تابعی، ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کا مذہب بھی وہ سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثابت نہیں کر سکا۔ ان شاذ روایات کو سنت کہنا ایسی ہی جہالت ہے جیسے کوئی جاہل ساتویں قرأتوں کے خلاف کسی شاذ اور متروک روایت کو قرأت کا نام دے اور اس متواتر قرآن کے خلاف اشتہار بازی کرے۔ یہ حرکت پادری فاضل رسوائی دیا نند، پنڈت رام چندر نے تو کی تھی اب اہل حدیث بھی ان کی تقلید میں اسی حرکت پر اتر آئے ہیں۔

اہل سنت حضرات کو ان کے وسوسے اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہئے اور سورت والناس پڑھ کر ان پر دم کرو دینا چاہئے کہ یا اللہ ان کے وسوسے ان ہی کے پاس رہیں، ہمیں ان دوسووں نے محفوظ رکھنا آمین یا الہ العالمین۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ بوقت اختلاف خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سنت کو مضبوط پکڑنا۔ ہم نے اس مسئلے میں ان احادیث پر عمل کیا جن پر عمل کو ظیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنت کہا اور حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو حدیثیں میری سنت کے خلاف ہوں وہ میری طرف سے نہیں (دارقطنی) اس لئے ہم نے اس روایت پر عمل نہیں کیا جو خلاف سنت ہے، ہاں اگر کوئی غیر مقلد سینے پر ہاتھ باندھنے کا سنت ہوتا کسی ظیفہ راشد سے ثابت کر دے تو ہم اسے بھی سنت مان لیں گے۔



[مردود محبت نے نماز میں قیامت کی آیت پڑھ کر دعا کی کہ اے اللہ! میری اس عورت کو عذاب دے جس نے مجھ سے بددعا کی۔] (مقابل)

سرورِ عالم و مہارت کی ہزاروں مثالیں

350

## تجلیات صدور جلد سوم

الركوب والسحود والفعود.

**مثال:** آنحضرت ﷺ کا فرمان پاک ہے کہ کسی پینے کی چیز میں گر جائے تو اسے نہ پئے کر کھال کر پھینک دو اور وہ چیز ناپاک نہیں ہوتی۔ اس حدیث سے مجتہدین نے اجماعاً علت تلاش کرنی کی کہ کسی کی روگوں میں دم سلوٹ (رگوں میں دوڑنے پھرنے والا خون) نہیں ہے۔ اس لئے جس جانور میں یہ علت پائی جائے گی وہاں سبکی حکم پایا جائے گا چنانچہ چھوٹا جٹو، بھیر، چینیو، وغیرہ سٹیکروں، جانوروں کا حکم معلوم ہو گیا کہ ان کے گرنے سے نیتنا پاک ناپاک نہیں ہوتی۔ اسی طرح کتاب و سنت اور اجماع سے مجتہدین نے اجماعاً یہ سمجھا کہ عورت کے پردہ کا اتنا اہتمام ہے کہ بعض اجماعی ستیلیں مثلاً اذان، اقامت، امامت، بلکہ بعض فرائض مثل جمعوں، جہادوں سے ساقط کر دیے گئے۔ پس نماز میں بھی اس کے سوا کمال خیال رکھنا تھا۔

PHOOT NO:2  
(KUAN001)

۱۔ عن ابي بن حجر رحمہ اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ يا ابا عبد اللہ بن حجر اذا صليت فاحصل يدك حذاء اذنك والمرأة نعل حذاء نعليها  
ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے ابن حجر جب نماز پڑھو تو کانوں کے برابر ہاتھ اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھوں کو چھاتی کے برابر اٹھائے (کنز العمال ۷/ص ۳۰۷، مجمع الزوائد ۱۰/ص ۲۷۳، ۳/ص ۳۷۹، طبرانی ۲۲/ص ۲۲)  
اسی پر عمل امت میں جاری رہا۔ مرکز اسلام کو فہم امام ستاد فقیہی کوئی دیتے تھے کہ عورت جب نماز شروع کرے تو اپنے ہاتھ چھاتی تک اٹھائے۔

شیخ اسلام مدینہ منورہ میں امام زہریؒ کی فتویٰ دیتے تھے کہ عورت اپنے ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھائے اور ام درود بھی کندھوں تک ہاتھ اٹھائی تھیں۔

عن عبد ربه بن سليمان عن عمير قال رأيت أم الدرداء ترفع يديها  
لصلوة حذو مكبها (جزء رفع يدين الإمام البخاري ص ٤)

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر المومنینؓ

رشد صاحب خان یہانی کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:



المعجم الكبير  
للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني  
٢٦٠هـ - ٣٦٠هـ

حققه وخرج احاديثه

عبد الرحمن بن محمد بن عبد الله بن علي بن سليمان

الجزء الثاني والعشرون

عاصم بن كليب عن علقمة بن وائل عن أبيه

• •••• (٢٦) حدثنا موسى بن حارون ثنا الحارث بن عبد الله  
هشيم عن عاصم بن كليب عن علقمة بن وائل عن أبيه قال : كان رسول الله  
صلى الله عليه وسلم إذا ركع رفع أصابعه وإذا سجد ضم أصابعه

قيس بن سليم العنبري عن علقمة بن وائل

••••• (٢٧) حدثنا فضيل بن محمد اللطفي ثنا أبو نعيم ثنا  
سليم العنبري حدثني علقمة بن وائل بن حجر عن أبيه قال : صلب مع  
الله صلى الله عليه وسلم فكير حين امتنع الصلاة ورفع يديه وحين إذا  
يركع رفع يديه وبسما رفع رأسه من الركوع •

أم يحيى بنت عبد الجبار بن وائل بن حجر عن عمها علقمة

••••• (٢٨) حدثنا محمد بن عبد الله الطبري قال حدثني  
بنت حجر بن عبد الجبار بن وائل بن حجر قالت سمعت عمي أم يحيى بنت  
عبد الجبار بن وائل بن حجر عن أبيها عبد الجبار عن علقمة عنها عن  
حجر قال : جئت النبي صلى الله عليه وسلم فقال : هذا وائل بن حجر  
جاهلكم لم يحنكم رعبه ولا رهبة ، جاء بنا لله ولرسوله وبسط له

- ٢٦ - ورواه الحاكم (٢٢٤/١) وصححه على شرط مسلم ووافقه الذهبي  
قال في الجمع (١٣٥/٢) واستأذنه حسن •  
٢٧ - ورواه النسائي (١٩٤/٢) •  
٢٨ - قال في الجمع (١٠٢/٢) و٣٧٤/٩) رواه الطبراني من طريق حسنة  
بنت حجر بن عبد الجبار عن عمها أم يحيى بنت عبد الجبار - سم  
أمرها ببقية رجاله ثقات •

و حسبه الى حبيه وسميه اليه واحصه به الثبر ، فخطبه الناس . فقال  
 اصحابه : • اوقفوا به فانه حديث عهد بالملك • فقلت ان اهلي قد علموا  
 علي الذي لي • قال : • انا اعطيكه واعطيك صمعه • فقال لي رسول الله صلي  
 الله عليه وسلم : • يا وائل بن حجر اذا صليت فاجعل يديك جداء ادبك  
 راء جعل يديها جدا ثديها •

... (٢٩) حدثنا محمد بن عبدالله الحضرمي قال حدثني هيموسه  
 عن سمر قالت حدثني عمي أم يحيى بنت عبد الجبار بن وائل عن عتقه  
 عن أبيه قال قال رسول الله صلي الله عليه وسلم : • طوبى لمن  
 لم يمس رأيه من راي • ثلاثا •

عبد الجبار بن وائل عن أبيه  
 أبو اسحاق عن عبد الجبار بن وائل

باب

... (٣٠) حدثنا اسحاق بن ابراهيم السديري ثنا عبدالرزاق ثنا  
 عن أبي اسحاق عن عبد الجبار بن وائل عن أبيه قال : كان رسول الله  
 صلي الله عليه وسلم اذا قال ( ولا الضالين ) قال : • آمين • حتى يسما  
 ... (٣١) حدثنا محمد بن عمرو بن خالد الحراني ثنا أبي ثنا ربيع  
 بن اسحاق عن عبد الجبار بن وائل عن أبيه قال : رأيت رسول الله صلي  
 الله عليه وسلم وصليت خلفه فأتته فقال : غير المنصور عليهم ولا

- ١ قال في الصحيح (٢٠/١) وفيه من لم أعرفهم .
- ٢ رواه عبدالرزاق (٢٦٣٣) ولكن ليس عنده حتى يسمعا .
- ٣ - درواه أحمد (٣١٨/٤) -

یہاں بھی رشد صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے جیسا کہ ان کے بڑوں کو ہوئی ہے آئیے دیکھتے ہیں کہ  
 مولانا امین صفدر اوکاڑوی اس کے جواب میں کیا کہتے ہیں۔

وہ غیر مقلدین کا عندیہ ہے، جہاں انکار ہے وہ میرا عندیہ ہے۔

### ایک اور تناقض:

آل پیرداؤ لکھتا ہے کہ ایک روایت پر ادکار دی صاحب جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ام یحییٰ مجہولہ ہیں اور دوسری جگہ ام یحییٰ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ اصل بات ساف ہے کہ ام یحییٰ خیر القرون کی ہیں، اور خیر القرون کی جہالت احتاف کے ہاں جرح نہیں۔ غیر مقلدین کے ہاں جرح ہے۔ جہاں میں نے استدلال کیا ہے وہ حنفی فقہ کے مطابق ہے۔ یہ تھا تو حنفی اصول کو مد نظر رکھا اور وہاں ام یحییٰ کی روایت کے محارض بھی کوئی روایت نہیں۔ اور جہاں اس کو مجہولہ کہا وہ شوافع کے اصول پر کہا۔ غیر مقلد شوافع مقلدین کے مقلد ہیں۔ اور وہاں ام یحییٰ کی روایت ”علی صدرہ“ کے محارض تحت السورہ کی روایت بھی ہے۔ اس لئے اپنے مسئلہ میں اپنا اصول سامنے رکھا اور غیر مقلدین کے مسئلہ میں ان کا، یہ جہاں انصاف ہے۔

جھوٹ نمبر: ۳

یہ بھی آپ نے بڑا شاندار جھوٹ بولا، لکھتا ہے۔ تمہیں قرآن و حدیث نہیں بلکہ جھوٹ کی ترکیبیں سکھائی جاتی ہیں اس جھوٹ پر آپ کے کا پیج جو میں دے رہا ہوں جھوٹ 3+4=5 کے نام سے اس ٹائپک میں تم نے کہا کہ مولانہ نے یہ حدیث اپنی طرف سے بنائی ہے؟ خدا کا خوف کرو مولانہ نے حدیث نہیں بنائی مولانہ آپ سے سوالات پوچھ رہے ہیں دیکھ لو جواب 5 کے نام سے Images اس میں میں نے سارے سوالات بلیک کلر سے Underline کیے ہیں سب میں ”کیا“ کے الفاظ ہیں اور کسی میں نہیں لیکن پڑھنے والا سمجھ جاتا ہے کہ یہ ایک طرز سے مولانہ سوال پوچھ رہے ہیں اس لینے کچھ سوالوں میں ”کیا“ نہیں جیسا کہ پیج میں وضع ہے لیکن آپ نے اس کو مولانا کی طرف نسبت دی جھوٹ کی اور روایت گڑھنے کی؟ یہ ہی آپ کو سکھاتا ہے قرآن و حدیث؟ اللہ ہمیں ایسے گمراہ لوگوں سے بچائے۔ (آمین)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لا سمعة الا بسمعة“ قطب کے کلمہ ”بسمعہ“ کا ترجمہ ہے

[صفحہ ۱۰۰] ”ایک حدیث میں جامعہ اور باطن میں جامعہ“

یہ حدیث جاس کرین جعفران کی حدیث کی ایک حدیث میں موجود نہیں ہے اس حدیث کا آغاز ہی صحابہ نے لوگوں کو دیکھ کر دینے کے لیے جو مرکز رکھا ہے۔ ان کی کوئی بات چاہا نہیں ہوئی ہے اس سے گزارش ہے اس حدیث کا آغاز ہی صحابہ نے لوگوں کو دیکھ کر دینے کے لیے کر دیا ہے۔

**JH007:3  
(BYKHAN001)**

صلوٰۃ رسول پر تحقیق نظر (۱)

263

نجات منور جلد ۳

راشدین کو دیکھ کر خلافت راشدہ میں بلند کواڑ سے آئینہ کیا ہرگز ثابت نہیں کہ آئینہ کی روایت ہے جو طحاوی شرح معانی الآثار ص ۱۳۰ اج ۱ پر موجود ہے تو دور خلافت راشدہ میں بھی آئینہ بانی پر عمل نہیں رہا اور یہ حتمی ہو گیا۔

۵۴۔ ص ۱۰۰ پر سورۃ فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ لکھا ہے اس کے لئے حدیث لا صلوة لمن لم یقرأ بحدیثہ الکتاب نقل کی ہے کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس کے ترجمہ میں مستثنیٰ کا لفظ داخل کر دینا اگرچہ حضرت جابر بن عبد اللہ میری حدیث من صلی رکعتہ لم یقرأ بحدیثہ بام القرآن عالم بصل والا ورنہ الامام (طحاوی ص ۱۳۹ اج ۱) کوئی حضور ﷺ نے فرمایا جو غرض نماز پڑھے اور اس میں فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز کامل نہیں ہاں مگر مقتدی (نہ پڑھے) میں اگرچہ مقتدی کو خارج کر کے حکم تم نہ در مقتدی کو داخل کرنا۔

۵۵۔ کیا یہ بھی رسول اللہ ﷺ نے ہی فرمایا تھا کہ میرے صحابی حضرت جابر جاتے رہیں کہ الا ورنہ الامام (موطا ترمذی) مگر تم نہ سننا۔ صحابہ کا شمار دوستانہ بن جینہ محدث جو حکم کرتے ہیں خدا ان سے صلی وسعدہ (ابوداؤد)

یہ حدیث اکیلے کے لئے ہے مگر تم نہ صرف دیکھنا بھی نہ اور صحیح باقی امام احمد بن حنبل بتاتے ہیں کہ لا اکلان وعدہ (ترمذی) کہ یہ اکیلے نمازی کے لئے ہے مگر تم سننے سننے سن کر دینا۔ پورے غیر انھوں کی مخالفت نہ لیتا مگر حدیثوں کو یہ نماز کہنا۔

۵۶۔ اور کیا رسول اللہ ﷺ نے ہی فرمایا تھا کہ بخاری سے یہ حدیث تو نقل کر دینا جس میں جماعت کا ذکر ہی میں گمراہی بخاری ص ۱۰۸ اج ۱ پر جس حدیث میں ہے کہ نماز جماعت میں حضرت ابوبکرؓ کو گمراہ میں شریک ہوئے (بخاری ص ۱۰۸) انھوں نے خود سورت فاتحہ پڑھی نہ لام کی سورت فاتحہ سن کر حضور ﷺ نے نماز دہرائے کا حکم دیا اور آج حدیث کا نام بھی نہ لیا۔

**JH007:3  
(BYKHAN001)**

۵۷۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ”لا سمعة الا بسمعة“ قطب کے کلمہ ”بسمعہ“ میں ہوتا مگر قطب کا پڑھا ہوا خطبہ صبح کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے خواہ کوئی خطیب کی کاؤز سننے

اسکے جواب میں رشد صاحب لکھتے ہیں

بکلیت چاہتا ہے کہ حدیث کے لئے جو کچھ کمال ہے چھٹا کمال کا تصنف اور ریاست ہے۔ ہمارا کہہ رہا ہے کہ میں نے چار اہل یمن لے کر کہا  
میں ہر ایک کو ایک سال کا عہدہ دے گا۔ پھر چار سال میں وہ ایک کوئی جلیل القرام کا نشان میں ہے بلکہ اس حدیث کا موقع اس کے بعد ان کے  
صاحب اس سے احوال میں ہے۔ اس میں ان کے ساتھ ہے کہ انھیں ہر ایک کو ایک سال کا عہدہ دے گا۔ پھر چار سال میں وہ ایک کوئی جلیل القرام کا نشان میں ہے بلکہ اس حدیث کا موقع اس کے بعد ان کے  
وہ اس کے ساتھ ہے کہ انھیں ہر ایک کو ایک سال کا عہدہ دے گا۔ پھر چار سال میں وہ ایک کوئی جلیل القرام کا نشان میں ہے بلکہ اس حدیث کا موقع اس کے بعد ان کے

۴۹۹

۵۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے لا جمعة الا بخطبة مني فخطبت في يوم جمعہ  
نہیں ہوتا خطبہ سب کا پڑھا ہوا خطبہ سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے خواہ کوئی صاحب  
کی آواز نہ سنیں اور اگرچہ جماعت میں ہی اگر شریک ہو اور کسی طرح نماز جماعت  
میں نہ ہو جو نماز کو درست پڑھتا ہے وہ سب کی طرف سے جو باقی ہے خطبہ امام کی آواز  
سنائی دے یا نہ دے یا مستحضر کی کمر میں اگر کمال ہو جو سب کی طرف سے ادا ہو  
جاتی ہے۔

۵۸۔ محمد ص ۳۰ پر مقتدون کو الخیر شریف پڑھنے کا حکم کے تحت حضرت عبداللہ بن  
عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا کہ یہ حدیث کا اس کا روای  
عمر بن الخطاب ص ۲۳۹ قضاوی علیہ السلام نے حدیث پر اس کو نحو علیہ السلام نے حدیث  
نے ضعف لکھا ہے نیز اس کی سند میں کمال بھی نہیں ہے اور عن سے روایت کر رہا  
ہے اور بہار کمال پوری صاحب فرماتے ہیں اس کا معنی قبول نہیں (ابن کثیر ص ۱۰۸)  
۵۹۔ اور کیا یہ بھی رسول اللہ ﷺ تھا کہ ابو داؤد میں اس کے بعد حدیث  
مذکورہ ہے اس کو نقل کر کے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے پیچھے قرأت  
کرنے والوں کو ڈانٹا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

۶۰۔ قرطبی ص ۱۰۸ میں بھی اس حدیث کی سند میں وہی امام بن اسحاق اور کمال ہیں اور قرطبی  
ہیں بھی اس کے بعد حدیث نماز جماعت ہے اور قول جاری بھی ہے جو ملحق صاحب  
سے نقل نہیں کی یہ ایسا ہی فریب ہے جیسے کوئی راضی شدہ والی حدیث نقل کرے اور  
میں والی نہ کرے۔

۶۱۔ نسائی میں یہ آفری ہلہ موجود نہیں فاذہا لا صلوة لمن لم يقرأ بها بعد  
اس کی سند میں نافع بن عمر وہیل ہے اور اس کی یہ حدیث مطول ہے (ابن کثیر ص ۱۰۸)

خود مولانا امین صفدر اوکاڑوی اس بارے میں کہتے ہیں "ایک حدیث ہے: عن ابن شہاب بلغنی انه لا  
جمعة الا بخطبة (المندوة الكبرى ص ۱۴۷ جلد ۱) ابن شہاب زہری تابعی فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی



ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ یہ بات غیر مدرک بالقیاس ہے اور محدثین کا اصول ہے کہ تابعی کا وہ قول جو غیر مدرک بالقیاس ہو مرفوع مسل کے حکم میں ہوتا ہے اور مرسل معتضد باجماع امت حجت ہے اور اس مرسل معتضد کو تلقی بالقبول اور تواتر عملی کا شرف حاصل ہے۔ جب باصول محدثین کے نزدیک یہ حدیث مرفوع مرسل ہوگی حکماً تو اس کا ترجمہ یہی ہو گا کہ آپ ﷺ نے فرمایا خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ آپ اس جملہ کو مرفوع مان کر ترجمہ کریں، کیا ہوگا؟ اس فرقے کے بڑے چھوٹے کو مجموعہ رسائل اور تجلیات صفدر پڑھ کر یقین کامل ہو چکا ہے کہ ہمارا کوئی ایک مکمل مسئلہ بھی قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ اب میرے مطالبات کا ان کے پاس کو جواب نہیں۔ تا کسی کاتب کی غلطی کا بہانہ بنا کر جواب سے راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔ لیکن اب دوپہر کے سورج سے زیادہ واضح ہو چکا ہے کہ یہ فرقہ عمل بالحدیث کا دعویٰ میں بالکل جھوٹا ہے۔ اور یہی جھوٹ ان کا اڑھنا بچھونا ہے۔

### کذب و افتراء:

اوکاڑوی حیاتی کا کذب و افتراء کا عنوان دیا۔ ایک حدیث ہے: عن ابن شہاب بلغنی انه لا جمعة الا بخطبة (الدروۃ الکبریٰ ص ۱۴۷ ج ۱) ابن شہاب تابعی فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ یہ بات غیر مدرک بالقیاس ہے اور محدثین کا اصول ہے کہ تابعی کا وہ قول جو غیر مدرک بالقیاس ہو مرفوع مسل کے حکم میں ہوتا ہے اور مرسل معتضد باجماع امت حجت ہے اور اس مرسل معتضد کو تلقی بالقبول اور تواتر عملی کا شرف حاصل ہے۔ جب باصول محدثین کے نزدیک یہ حدیث مرفوع مرسل ہوگی حکماً تو اس کا ترجمہ یہی ہوگا کہ آپ ﷺ نے فرمایا خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ اس جملہ کو مرفوع مان کر ترجمہ کریں، کیا ہوگا؟ اس فرقے کے بڑے چھوٹے کو مجموعہ

مطالبات صفحہ پڑھ کر یقین کاٹل ہو چکا ہے کہ ہمارا کوئی ایک مکمل مسئلہ بھی قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ اب میرے مطالبات کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں۔ تو کسی کاتب کی غلطی نہ ہو کہ بنا کر جواب سے راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔ لیکن اب دواپہر کے سورج سے زیادہ واضح ہو چکا ہے کہ یہ فرقہ عمل بالحدیث کے دعویٰ میں بالکل جھوٹا ہے۔ اور یہی جھوٹ ان کا

جھوٹ نمبر 4:-

رشد صاحب اس میں جھوٹ کوئی بات ہے یہ تو پوری دُعا میں 28 پڑھی جاتی ہیں شرم کریں۔ انڈھے تو آپ نہیں ہو چھوڑو ایمہ سے یہی ثابت ہے اور امام مالک کے ایک قول کے جوابات یہی دیکھ لیں جواب 6، جواب 7 اور جواب 8 میں۔ لیکن آپ جھوٹے ہو اور یہی جھوٹ بولتے رہو گے سب پڑھ رہے ہونگے انشاء اللہ خود فیصلہ کریں گے معیبر کے آپ قرآن و حدیث کے نام پر جھوٹ کی دیتے ہو اور جھوٹ سکھاتے ہو دھوکہ فراڈ یہی سیکھتے ہو؟ اللہ ہماری حفاظت کرے تم جیسے ایمان کے ڈاکو سے آمین۔ چاروں ایمہ کا مسلک ہے 20 رکعت اور امام مالک سے جو اپنے پیش کیا ہے اسکا جواب اور امام کا سہی مذہب 28 ہی ہے۔ جیسا اس پیج میں جو مختصراً میں نے پیش کر دیا انشاء اللہ زندگی رہی تو سارے دلائل یہیں ہونگے۔ انشاء اللہ۔

مزید دلائل یہاں —

<http://www.ohlehoq.com/forum/viewtopic.php?f=14&t=981&p=3991&sid=bb8838821dc6d26b28bed80be5bc9051#p3991>

<http://www.ohlehoq.com/forum/viewtopic.php?f=14&t=886&sid=bb8838821dc6d26b28bed80be5bc9051>

تراویح کے متعلق کچھ سوالات ہے اس کے جواب ضرور دینا اپنے جھوٹے اور کذاب استاد زبیر علی زئی سے جواب لے آنا۔



# JHOOT:4 (KHANOO1)

م (اکن ہاڑی صاحب ایہ حد تک تھے ہیں۔

”مادرہ لکھتے تھے، ہاڑی میں تھے۔ اہت سے کم کسی امام لکھتے تھے۔“ [محمود مائی ٹی ماس ۵۵]

اس طرح کا جوت کے میں امام مالک دانتے ہیں

”میں اپنے لیے قیام عثمان (ج: ۱۰۰) کا دور رشتہ افکار لکھتا ہوں، اسی پر سید محمد بن خطاب نے لکھیں کہ کیا تھا، رشتہ

رواں ان کے لکھنے لکھتا ہے، لکھتے تھے کہ ان کے لکھنے کے پر بہت ان لکھتے کہاں سے جانی ہیں۔“

[اب لکھتے تھے: ۱۰۰ احادیث امام احمد بن ابی اسحاق بن علی بن ابی اسحاق]

اس طرح مادرہ بنی لکھتے تھے ہیں:

”لکھتے تھے کہ ان کے لکھنے کے پر بہت ان لکھتے کہاں سے جانی ہیں۔“

[محمود مائی ٹی ماس ۵۵]

لکھتے تھے (محمود مائی ٹی ماس ۵۵) لکھتے تھے

”لکھتے تھے کہ ان کے لکھنے کے پر بہت ان لکھتے کہاں سے جانی ہیں۔“

[لکھتے تھے: ۱۰۰ احادیث امام احمد بن ابی اسحاق بن علی بن ابی اسحاق]

اس کے بعد سارا عالم اسلام انہما کی اقلید کے تحت آگیا اور ان کے تعین شرعی  
 غرضیں رکعت ہی پڑھتے رہے چنانچہ آخر اربعہ کا مسلک میں اوپر درج کر چکا ہوں  
**اختلاف**۔ امام ابوحنیفہؒ کے شعبین کا عمل تو کسی پر مخفی ہی نہیں، علامہ ابن عابدین شافعی  
 فرماتے ہیں التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين اجماعاً بعد  
 صلوة العشاء وهي عشرون ركعة وهو قول الجمهور وعليه عمل الناس  
 شرقاً وغرباً (رد المحتار ص ۵۱۱ ح ۱) (یعنی خلفاء راشدین کے اجماعی طور پر  
 مشاہدہ نماز کے بعد مواظبت کی وجہ سے تراویح سنت مؤکدہ ہے اور وہ میں رکعات ہیں۔  
 اور یہی جمہور کا قول ہے اور شافعیؒ پاس پر عمل ہے)

قال ابن عبد البر وهو قول جمهور العلماء وبه قال الكوفيون  
 والشافعي واكثر الفقهاء وهو الصحيح عن ابى بن كعب من غير خلاف  
 من الصحابة (عمدة القاری شرح صحيح بخاری) (یعنی میں رکعات ہی جمہور  
 کا قول ہے اور یہی احناف اور امام شافعیؒ اور اکثر فقہاء کا قول اور ابی بن کعب سے بغیر کسی  
 اختلاف کے یہی صحیح مروی ہے)

**شواہد**۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں اعلم ان صلوة التراويح سنة باتفاق المسلمين  
 وهي عشرون ركعة (امام نوویؒ شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے اتفاق کے ساتھ  
 تراویح میں رکعت سنت ہے) (كتاب الاذکار ص ۸۳)

امام غزالیؒ لکھتے ہیں: التراويح وهي عشرون ركعة وكيفيتها مشهورة  
 وهي سنة مؤكدة یعنی تراویح میں رکعات سنت مؤکدہ ہے اور اس کی کیفیت اور طریقہ  
 مشہور ہے۔ (احیاء العلوم ص ۱۳۹ ج ۱) امام شافعیؒ لکھتے ہیں من ذلك  
 قول ابی حنیفة والشافعی واحمد رحمهم الله ان صلوة التراويح في شهر  
 رمضان عشرون ركعة (یعنی آخر شہادہ) (اور ایک روایت میں امام مالک کا بھی) یہی  
 مسلک ہے کہ تراویح میں رکعت ہے۔ (میران کبریٰ ص ۱۵۳)

### حنا بلبلہ

امام احمدؒ کا مسلک پہلے بدایہؒ کی تجدید اور میزانِ شرعی کے حوالہ سے نقل کر دیا گیا ہے۔ ابن تیمیہؒ کا قول بھی مہد قاروقی کے تحت آچکا ہے قد ثبت ان ابی بن کعب

کان یقوم بالناس عشرين ركعة في رمضان ويوتر بثلاث فرائی كثير من العلماء ان ذلك هو السنة لانه قام بين المهاجرين والانصار ولم يكن منكرو (فشاوی ابن تیمیہ ص ۱۸۶ ج ۱) (یعنی ابی بن کعبؓ کا بیس رکعت پڑھنا مہاجرین و انصار کی موجودگی میں ہوا اور کسی نے اس پر انکار نہیں کیا بلکہ اس پر اجماع ہو گیا) امام ابن قدامہ حنبلیؒ فرماتے ہیں والمختار عند ابی عبد اللہ فیہا عشر و ن رکعة

وبهذا قال الثوري وابو حنيفة والشافعي وقال مالك ستة وثلاثون ورغم انه الامر القديم وتعلق بفعل اهل المدينة ولنا ان عمر لما جمع الناس على ابی بن کعب کان یصلی بهم عشرين ركعة (یعنی ابو عبد اللہ کے ہاں مختار مذہب میں رکعات کا بیس ہے اور یہی ثوریؒ، ابو حنیفہؒ، شافعیؒ کا قول ہے۔ اور امام مالکؒ کا یہ قول ۳۶ کا ہے۔ اور ہماری دلیل یہ ہے کہ عمرؓ نے ابی بن کعبؓ پر لوگوں کو جمع فرمایا اور وہ لوگوں کو

میں رکعات تراویح پڑھاتے تھے) (المعنی ص ۸۰۲ ج ۱)

مقتع جو فقہ حنبلیؒ کی کتاب ہے خود اس کے مصنف نے تصریح کی ہے هذا کتاب فی الفقہ علیٰ مذهب ابی عبد اللہ محمد بن احمد بن حنبلؒ اُس میں لکھا ہے ثم التراويح وهي عشرون ركعة يقوم بها في رمضان في جماعة (مقتع ص ۱۸۳) فقہ حنبلیؒ کی کتاب اتراع ص ۱۴۷ ج ۱ پر ہے التراويح عشرون ركعة في رمضان يحجر فيها بالقراءة وفعلها جماعة الفضل ولا ينقص منها ولا باس بالزيادة نصاً معلوم ہوا کہ حنبلیؒ مذہب میں بھی بیس سے کم جائز نہیں۔

قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانیؒ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں سلوة التراويح سنة النبي صلى الله عليه وسلم وهي عشرون ركعة (یعنی نماز تراویح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور وہ بیس رکعات ہے) (غنیة الطالبین)

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں وقد عذوا ما وقع فی زمن عمر رضی اللہ  
عہ کا لا جماع (یعنی حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں میں تراویح پر اکٹھے اجتماع کی طرح  
ہے۔ (تعلیق علی الحسن ص ۲۵۵) نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی عین  
اباری میں اس کو نقل کر کے اُس پر سکوت فرمایا ہے۔

**امام مالکؒ** آپ سے ایک روایت میں رکعت کی ہے، آپ کے قبہین میں سے بعض نے  
اُس پر نقل کیا ہے مگر مشہور روایت اُن سے چھتیس رکعت کی ہے اور بعض کتابوں میں چالیس  
رکعت لکھا ہے، علامہ قسطلانیؒ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اہل مکہ ہر چار رکعت کے بعد  
ترویج میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اس لئے اہل مدینہ نے اس طواف کے عوض یہ  
شرع کیا کہ ہر چار رکعت باجماعت کے بعد ترویج میں چار رکعت اکیلے اکیلے پڑھ لیتے  
اب اگر تراویح کے درمیانی چار وقفے ہوں تو  $3 \times 3 = 12$  رکعت + یہ اور میں رکعت اصل  
تراویح کل ۳۶ ہوئیں اور اگر تراویح اور وتر کے درمیانی وقفہ میں بھی کوئی شخص چار رکعت  
پڑھ لے تو کل تعداد چالیس ہوئیں۔ الغرض اہل مکہ میں تراویح اور چار یا پانچ مرتبہ طواف  
کر لیتے تھے اور اہل مدینہ میں رکعت تراویح اور ۱۶ یا ۲۰ نقل پڑھ لیتے تھے۔ بہر حال اہل  
مدینہ نے جو نوافل رائج کئے وہ میں رکعت کے حساب سے ہی رائج کئے تو اُن کے نزدیک  
بھی اصل تراویح میں رکعت ہی ہوئیں۔

**امام مالکؒ** کا مذہب پہلے میں نقل کر چکا ہوں کہ میں رکعت کا ہے اور امام مالکؒ کے  
شاگرد ابن القاسم فرماتے ہیں انه کان یستحسن سنا و ثلاثین رکعة والوتر  
سلاط (مدہ تکبیری) تو اُن کے مذہب کا خلاصہ یہ ہوا کہ میں سنت ہیں اور قنوں میں ۱۶  
سے مستحسن ہیں نہ کہ سنت۔

**امام اسحاقؒ** اس میں رکعت کے قائل تھے (ترمذی) معاذ، ابو حلیمہ اور اسود بن یزید  
یعنی بھی چالیس رکعت پڑھتے تھے (قیام اللیل) اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پانچوں قنوں  
میں چار چار رکعت نقل پڑھتے تھے تو اُن کے نزدیک بھی اصل سنت میں رکعت اور زوائد ۲۰

نفل تھے۔

سمر بن عبد العزیزؓ نے حکم دیا تھا کہ رمضان میں ۳۶ رکعت پڑھا کرو (قیام اللیل ص ۹۲) (۹۲) واؤ بن نفیس کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے عہد خلافت میں لوگ ۳۶ رکعت پڑھتے تھے (قیام اللیل ص ۹۲) عمر بن مہاجر کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے عہد خلافت میں خاص اُن کی مسجد میں عام لوگ تیس رکعت پڑھتے (قیام اللیل ص ۹۱) ان میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ جمع ممکن ہے کہ وہ بیس رکعت تو باجماعت پڑھتے تھے اور درمیانی وقتوں میں علیحدہ علیحدہ پڑھتے تھے وہ جو چار چار پڑھتے تھے اُن کے چار وقتوں میں ۶ رکعت ہو کر ۳۶ بن جاتی تھیں اور بعض لوگ تہجد و دو پڑھتے اُن کی پانچ وقتوں کی دس بیس اس طرح کُل تیس رکعت ہو جاتیں۔

فائدہ اول :- ظاہر ہے کہ یہ دو دو اور چار چار نفل جو لوگ ادا کرتے تھے یہ درمیانی وقتوں میں پڑھتے تھے، بیس رکعت پر سب کا اتفاق ہونے کے باوجود اختلاف اس میں تھا کہ درمیانی وقتے چار ہیں یا پانچ جو پچھتیس پڑھتے تھے وہ صرف بیس رکعت تراویح کے درمیان چار وقتوں کے قائل تھے، گویا تراویح اور وتر کے درمیان بھی وقفہ نہ کرتے تھے، یہ مالکیوں کا مسلک ہے اور جو لوگ تراویح اور وتر کے درمیان بھی وقفہ کرتے وہ پانچ وقتوں کے قائل تھے۔ جیسا کہ اسحاق۔ ابو معاویہ اور اسود غنمی کا مسلک تھا۔ پس بیس رکعت پر اتفاق ہونے کے باوجود بعض لوگ بیس رکعت کو پانچ تراویح سمجھتے کہتے تھے پس ابو جحز کا عمل کسان ابو محلب یصلی بہم اربع ترویحات ویقرأ بہم سبع القرآن کل لیلۃ (قیام اللیل ص ۹۲) کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سولہ رکعت پڑھتے تھے بلکہ بیس رکعت ہی پڑھتے تھے۔ صرف درمیانی چار وقتوں کا اعتبار کر کے اربع ترویحات کہہ دیا گیا ہے۔ یا دوسرے وقتوں میں پانچ کہہ لیجئے کہ بیس رکعت تراویح میں صرف چار ہی ترویحات بنتے ہیں پانچویں ترویح وتر کو سمجھنا ملانے سے بنتا ہے اسی لئے جن روایات میں خمس ترویحات کا لفظ آتا ہے وہاں ساتھ میں بھی ذکر ہے، ابو جحز کی روایت میں وتر کا ذکر نہیں ہے اس لئے اربع ترویحات کا لفظ ہے

مولد رکعات مروئیں کیونکہ سولہ رکعات میں تو قین ہی تروئے جتے ہیں۔

فائدہ دوم:- ان تمام روایات میں چار رکعت کے بعد آرام کرنے کو ایک ترویج کہا گیا ہے اس لحاظ سے آٹھ رکعت کے درمیان صرف ایک ہی ترویج ہوا اور اگر وتر کا وقفہ بھی ملا لیا جائے تو وہ تروئے ہوئے تو گیارہ رکعت پر نفلت و شرع کے اعتبار سے تراویح کا لفظ صادق ہی نہیں آتا کیونکہ تراویح جمع کا صیغہ ہے اور عربی میں موعود جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے اس لحاظ سے آٹھ رکعت صرف ترویج ہے اور گیارہ رکعت ترویج و نفلت نہ کہ تراویح اور امت کا اجماع ہے کہ اس نماز کا نام تراویح ہے تو آٹھ اور گیارہ رکعات کو تراویح کہنا ہی غلط ہے۔

خلاصہ کلام:- (۱) میں رکعت تراویح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے کما هو فی حدیث ابن عباس۔

(۲) میں رکعت تراویح کا خلفائے راشدین میں سے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے حکم دیا اور کسی ایک شخص نے بھی اس پر انکار نہ فرمایا اس پر اجماع متفقہ ہو گیا۔

(۳) جن خلفائے راشدین کے زمانہ میں تمام صحابہ کرامؓ میں رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

(۴) خیر القرون صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین کے دور میں میں پر اجماع رہا، کسی نے

انکار نہیں کیا۔ چاروں امام میں رکعت تراویح کے سنت مؤکدہ ہونے کے قائل ہیں، امام مالک کا مذہب بھی میں کا ہے، ترویجات میں جو نوافل ہیں ان کا تراویح میں شمار کیا ہی ہے یہ وتر کا شمار تراویح میں کر کے ۲۳ کہا جائے بقرہ یا چودھویں صدی کے اخیر تک امتداد کے مقلدین پوری اسلامی دنیا میں ہیں رکعت کے سنت مؤکدہ ہونے کے قائل اور عامل ہیں۔

ان سب کا خلاصہ یہی ہے کہ میں رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہیں، اس کا انکار کرنا، اس کے خلاف رسالے و اشتہار شائع کرنا، اس کے خلاف مناظرے اور چیلنج کرنا محض تعصب ہے کیونکہ خلفائے راشدین۔ صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین، ائمہ اربعہ اور ان کے متقلدین اس سے کم ہرگز ہرگز ثابت نہیں، اگر میں رکعت تراویح مہر منکر ہے کہ اس کے خلاف رسالے۔ وعظ۔ مناظرے اور چیلنج کئے جائیں تو کیا خلفاء راشدین۔ صحابہ۔ اور تبعہ

خان بھائی کہ اس پوسٹ کے جواب میں رشد صاحب کا کہنا ہے۔



الجواب:-

ان صاحب شاہ شاہی کا نام ہے صاحب ریاض الداعی میں ہیں بلکہ یہاں پر امرات کر کے ہیں۔ یہاں مسئلہ یہ نہیں کہتا کہ وہ ہیں۔  
میں نے اس نام کے ہر ایک کی حالت بہ کیا کہ۔۔۔ بلکہ امرات میں یہ کہہ دیا کہ وہی صاحب نے فرما کر کہا ہے کہ میں کہتے ہیں کہ  
امام جعفر صاحب میں۔۔۔ کہ یہ بات عجیب ہے کہ اس کے خلاف میں نے اہل بیت میں اس کا کیا یہ امرات تو اس کی ایک طرف ہے۔  
آپ نے جو اولیٰ نقل کیے ہیں ان میں سے کسی ایک میں بھی میں نے اس کے خلاف میں نے اس کا کیا یہ امرات تو اس کی ایک طرف ہے۔  
کے نزدیک تھیں بلکہ یہاں کہتے ہیں کہ اس کا کیا یہ امرات تو اس کی ایک طرف ہے۔

امام مالک، امام ابو حنیفہ کا یہ سب کا یہ۔۔۔ حضرت اس کا یہ خود اس میں ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہ امرات تو اس کی ایک طرف ہے۔  
لیکن آپ یہ کہتے ہیں۔ جہاں تک تعلق ہے کہ یہ اس کے خلاف میں نے اس کا کیا یہ امرات تو اس کی ایک طرف ہے۔  
ملاحظہ کریں

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں

"اس سب کا حاصل یہ کہ تمام یہ حضرات نے یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔" (شعاع الداعی ص ۴۰۰)  
یہ امرات کا یہ ہے کہ تمام یہ حضرات نے یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔

"امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اس کا یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔" (شعاع الداعی ص ۴۰۰)  
امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اس کا یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔

"اس سب کا حاصل یہ کہ تمام یہ حضرات نے یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔" (شعاع الداعی ص ۴۰۰)  
[مرقاۃ المفاتیح ص ۳۹۴ تا ۳۹۵]

فہم اس امر کا یہ ہے کہ تمام یہ حضرات نے یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔

"اس سب کا حاصل یہ کہ تمام یہ حضرات نے یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔" (شعاع الداعی ص ۴۰۰)  
علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ تمام یہ حضرات نے یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔

"اس سب کا حاصل یہ کہ تمام یہ حضرات نے یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔" (شعاع الداعی ص ۴۰۰)  
امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اس کا یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔

"اس سب کا حاصل یہ کہ تمام یہ حضرات نے یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔" (شعاع الداعی ص ۴۰۰)  
امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اس کا یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔

ملاحظہ کریں

"اس سب کا حاصل یہ کہ تمام یہ حضرات نے یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔" (شعاع الداعی ص ۴۰۰)  
امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اس کا یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اس کا یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔

اس سے یہ کہ تمام یہ حضرات نے یہ امرات کے ساتھ کہتے ہیں۔

خان بھائی کے دلائل کا سہی جواب تو ویسے یہ تھا کہ رشد صاحب خان بھائی کے دلائل کا رد کرتے اور پھر  
صحیح اور مضبوط دلائل دے کر ثابت کرتے کہ تمام چاروں آئمہ کا مذہب 20 رکعات تراویح کا ہے۔  
لیکن رشد بھائی نے ایسا نہیں کیا۔ اور بجائے اس کے انہوں نے ڈیور علمینی کذاب کے رسالے نور العصابیح

فی مسئلہ التراویح سے چند اقوال علماء کے نقل کیے ہیں اور مزے کے بات یہ ہے کہ خود زبیر علیہ السلام نے یہ اقوال نقل کرتے ہوئے ان میں دھوکہ دیا ہے مثال کے طور پر ابیین قاطعہ کو دیکھتے ہیں







## تشریح:

ان الفاظوں کا مطلب یہ نہیں کہ 8 رکعت سے زیادہ سنت مؤکدہ نہیں بلکہ حضرت۔ یہاں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ تمام امت کا اتفاق ہے تراویح کے سنت مؤکدہ ہونے پر اور جو کم سے کم کو بھی سنت مؤکدہ مانتے ہیں وہ 8 رکعت کو سنت مؤکدہ مانتے ہیں۔ ہاں بارہ رکعات میں اختلاف ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ 8 رکعات سنت مؤکدہ ہیں جبکہ باقی تمام امت 20 رکعات کو سنت مؤکدہ مانتے ہیں اور خود حضرت کا اپنا مسلک 20 رکعات تراویح کا ہے جیسا کہ حضرت نے براہین کے صفحہ نمبر 8 میں بیان کیا ہے۔

## زیر علیزنی کا دھوکہ:

پس اس سے زیر علیزنی کا دھوکہ باز ہونا ثابت ہوا کہ زیر علیزنی نے حضرت کی بات کو غلط استعمال کیا اور لوگوں کو دھوکہ دیا۔ پس اگر زیر علیزنی ایک حوالے میں اتنا بڑا دھوکہ کر سکتا ہے تو اسکے باقی حوالا جات کا کیا اعتبار زیر علیزنی کے دوسرے جھوٹ اور دھوکوں کے لیے ہم نے ایک الگ تھریڈ بنایا ہے جس میں زیر علیزنی کے جھوٹ اور دھوکے بیان کیے جاتے ہیں۔

## جھوٹ نمبر 5:

یہ بھی آپ لوگوں کا اتنا عظیم جھوٹ ہے کہ جس کے لیے تم بہت سالوں سے پیش کر رہے ہو کہ یہ حدیث مل جائے لیکن الحمد للہ مولانا نے تمہارے روپڑی کا پول کھول دیا ایسی حدیث ان کتابوں میں نہیں؟ چینج ہے رشد صاحب جھوٹ آپ بھی بول رہے ہیں اُنے حوالے دے دیے جناب حوالے میں کیا ہر کوئی دے سکتا ہے۔ اگر بہت سے تو لاو اسکے سکین پیجز لاؤ دکھاؤ اسکے سکین پیجز دکھاؤ یا حدیث اپنے عبداللہ روپڑی کو اس جھوٹ سے بچاے۔ اللہ کی قسم تم ان کتابوں سے یہ حدیث نہیں پیش کر سکتے صرف دھوکہ اور جھوٹ بول سکتے ہو آپ کے حوالے دیکھ لیے جھوٹ سے پھرے ہوئے۔ اس لیے رشد صاحب آپکے پورے اہل مذہب کو یہ ایک چینج۔ یہ حدیث دکھاؤ لاؤ سکین 3 کتابوں سے۔ اگر یہ حدیث سوتی تو میں دار مان جاؤں گا۔ ایک یہی الزام ثابت کرو مولانا اوکاڑوی پر۔ آپکے ٹاپک جھوٹ 7+6 والے امیجز میں ہے اور مولانا کا جواب: جواب 9 پیج پر ہے۔ اور مزید آپ نے روپڑی صاحب کا دفاع کیا جیسے ثابت ہے کہ آپ انکو سہی عالم مانتے ہیں لحاظہ روپڑی کی کچھ تحریروں کو جوابیات لازمی دیں۔

<http://www.ahlehaq.com/forum/viewtopic.php?f=14&t=882&sid=bb8838021dc6d26b28bed80be5bc9a51>

6d26b28bed80be5bc9a51

ڈاکٹر رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ نے فرم فرمایا کہ اسے میں ایک حدیث نقل کر کے اسے تعریف کرنا چاہتا ہوں کہ

تمہارے پاس اس حدیث کی کاپی ہے یا تمہاری کتاب میں ہے؟ (مطلباً)

JHOOT:5  
(KIHAN001)

اس پر عرض کر کے سب کو دہرائی صاحب لکھتے ہیں:

"عالم افغانی انکوائری میں جو حدیث ہے، اسی ان لوگوں نے اسے لکھا تھا ہے۔"

نوٹ: مولانا نے یہ تمام اس سے بعد مائل 23/3/2013

اس بات پر اہل ذہنی صاحب نے فرمایا: مولانا کا جواب تھا کہ اس حدیث کی کاپی ہے یا تمہاری کتاب میں ہے؟



مکتبہ میں دھواں۔ جبریل آنکھوں پر سے فریپ کی ٹیلیٹا مارنے لیٹا۔ رست ہے۔

ابن کلامی صاحب نے اس طرح کی فریب کاریوں اور جھوک پانڈیوں کی سرپرست خاصہی طریقے سے بھرتی کر کے انسانی حافی سے اب کھائے گئے تیلے میں اور بجھتے ہیں کہ کلامی صاحب اپنے مطلب سے اپنے فراموشی آیت کی گزرتے ہیں؟

یہ بھی بخاری شریف پر صاف جھوٹ ہے۔ بخاری میں جبر کا لفظ ہرگز نہیں۔

(۹۸) حکیم صادق سیالکوٹی ایک حدیث لکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر یہود آمین (اوچھی) سے چڑھتے ہیں اتنا کسی اور آواز سے نہیں چڑھتا، بس تم بہت آمین کہنا۔ (ابن ماجہ) اگر کوئی اوچھی آمین کہے تو رسول کریم کی اس بے وقعت پاک سے ہرگز نہ چڑھتا، اور نہ نفرت کرتا کیونکہ آمین اوچھی سے یہودیوں کو چڑھتی اور وہ نفرت کرتے تھے۔ اور میں یہودی مخالفت کرنی چاہیے۔ (صلوٰۃ بلز مسول ص ۲۳۲)

دیکھو اس طرح ساری امت کو یہودی بنا دیا۔ حالانکہ اذلا یہ تو حدیث ہی صحیح نہیں۔ خود مولوی عبدالرؤف غیر مقلد عاصیہ پر لکھتے ہیں کہ یہ سند ضعیف ہے کیونکہ طلحہ بن عمرو کے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ (ص ۲۴)

پھر اس ضعیف حدیث میں بھی اوچھی (جبر) کا لفظ ہرگز موجود نہیں ہے۔ اوچھی کا لفظ ملا حضور پر سفید جھوٹ ہے۔

(۹۹) آپ غیر مقلدین کے مرد و عورتیں جب اکیلے نماز پڑھیں، اور نماز تلکھ و عصر میں امام مقتدی بلندی آواز سے آمین نہیں کہتے، کیا یہود سے کوئی سازبازی ہوئی ہے۔ (۱۰۰) چونکہ آمین بالجبر کی حدیث صحیح نہیں، عوام کے سامنے ایک عجیب فراڈ کیا۔

JHOOT:5  
(KHAN001)

غیر مقلدین کا عجیب فراڈ:

کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث آمین بالجبر کے بارہ میں لکھ کر حافظ عبداللہ روپڑی نے لکھا کہ اس حدیث کو وار قطنی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند اچھی ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا کہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے، (اہل حدیث کے مسائل امتیازی ص ۷۹)

حالانکہ سالانہ تینوں کتابوں میں یہ حدیث ہے، نہ ہی ان لوگوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(۱۰۱) مولوی یوسف جے پوری حلیۃ اللہ ص ۱۹۳ پر لکھتے ہیں: احادیث آمین

الجبر کے اثبات میں ہدایہ ص ۳۶۵ ج ۱، شرح وقایہ ص ۹۷، حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے ہذا

اسکے جواب میں رشد صاحب کا کہنا ہے۔



الجواب فـ

[illegible][illegible]





بها صوته. وعن الزهرقي، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ: «سواء»  
بغير إسقاء صغير.

٥٨ - ٧ - ثنا محمد بن إسماعيل الفارسي، ثنا يحيى بن عثمان بن صالح، ثنا  
إسحاق بن إبراهيم<sup>(١)</sup>، حدثني عمرو بن الحارث<sup>(٢)</sup>، حدثني عبد الله بن سالم<sup>(٣)</sup>  
عن الربيعي، حدثني الزهري، عن أبي شقة، وسعيد، عن أبي هريرة، قال: قال  
النبي ﷺ: إذا قرع من قرعة أم أقراني، زُفَّ ضُفَّتْ، وقال تأيين! هذا إسناد حسن.

٣٣٥  
١

### ٣٥ - بَابُ قَوْضِيعِ سَكَنَاتِ الْإِمَامِ بِقِرَاءَةِ الْقَائِمِ

١١٤٦ - [حدثنا أبو حامد محمد بن مازون<sup>(١)</sup>، ثنا زياد بن أبوبه ح  
وحدثنا حماد بن مخلد، ثنا سُفْهَانُ بْنُ يَزِيدَ<sup>(٢)</sup>، وعلي بن إلكباب، والحسين بن  
سعيد بن المسيب<sup>(٣)</sup>، قالوا: ثنا إسماعيل بن عُثَيْبَةَ، عن يونس بن عُثَيْبٍ، عن  
الحسين بن علي، قال: سَمِعْتُ بَنِي جَنْدَبٍ: خُفِضَتْ سَكَنَاتُ بَيْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ  
وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ: قَالَ سُفْهَانُ: خُفِضَتْ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَكَنَاتُ فِي  
الصَّلَاةِ سَكَنَةً إِذَا كُنِيَ الْإِمَامُ حَتَّى يُقْرَأَ، وَتُسَكَّنَةُ إِذَا قُرِعَ مِنْ قِرَاءَةِ قَائِمَةِ الْكِتَابِ  
-----  
٥٨ - أخرجه ابن الجوزي في التحقيق (١/٣١٥ - ٣١٦) رقم (٥١٩) من غير  
التدقيق به.

١١٥٩ - أخرجه أبو داود (٢٠٦/١) كتاب الصلاة، باب السكنة عند الافتتاح، حديث  
(١١٧)، بن مسعود (١/٣٧٥ - ٣٧٦) كتاب الصلاة، باب في سكتي الإمام، حديث (١٢)  
وأحمد (٢٠١/٢)، كلهم من طريق إسماعيل بن علية بهذا الإسناد. وأخرجه البيهقي في الدرس  
الكبرى (٢/٩٦) في كتاب الصلاة، باب في سكتي الإمام، من طريق أبي داود.

(١) مهدي بن إبراهيم بن العلاء الحمصي، ابن زريق، وقد نسب إلى جده، فلم يذكر أنه، صادق به.  
أنه ابن أبي محمد بن عوف أنه يكذب، من العشرة مات سنة ثمان وثلاثين ومائتين  
لهرب (١/٣٦١٥).

(٢) حماد بن المسعود بن الصالح الربيعي - بنسب الزاي - الحمصي، مقلوبه من السابعة به.  
لهرب (١/٣٦١٥).

(٣) حماد بن مسعود الأشعري، أبو يوسف الحمصي، ثقة، من النسب، من السابعة، مات سنة سبع  
ومائة بنظر ابن أبي (١/٢١٧) (٣٢٢).

(١) سقط في

(٥) السند لا به محمد سعد بن يزيد البجلي المزني، قال أبو حاتم: صادق. قال الشيخ: حسن  
في حديثه من الثابتين وثلاثين ومائتين. بنظر لغير (١/٣٥٨) (١٥١).

(٦) الحمصي بن علي بن عبد الله القسري، يعرف بابن التبتاد. بنظر تريح بعد (١/٢٦) (٢١١).

# المُسْتَدْرَكُ

عَلَى الصَّحِيحَيْنِ

لِلإمام أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

لِلتَّوْفِيقِ سَنَةِ (٥٠٥ هـ)

وَمَعَهُ تَلْعِيقُ الذَّهَبِيِّ

وَكِتَابُ «الدَّرَكِ بِخُرُوجِ الْمُسْتَدْرَكِ»

وَأَعْقَابُ الرَّثْمَةِ الْمَقَاطِعُ عَلَى سَائِرِ رِوَايَاتِهِمْ

الْحَافِظُ أَبُو حَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ وَشَبَّوْهُهُ

«وَرَوَاهُ الْمُسْتَدْرَكُ عَلَى الْكُتُبِ السَّنَةِ»

«وَالْأَسْتَدْرَاكُ عَلَى الْمُسْتَدْرَكِ»

«وَالْمُدْخَلُ لِمَعْرِفَةِ الْمُسْتَدْرَكِ»

مُسْتَقَّة

رَاجِعٌ إِلَى الرِّقَاعَاتِ

أَبُو عَبْدِ اللَّهِ. عَمِلْتُ لَهُمْ بِمَكَّةَ مِنْ تَحْقِيقِ عَمْرِو عَدِيْسَ

الْمَجْمَعُ الْأَوَّلُ

دَارُ الْمَعْرِفَةِ

مَرْبُوت، لُبْنَان

### ٢٢٢ - خمس عشرة سجدة هي القرآن

٨٤٢ - حدثنا أبو عبد الله محمد بن علي الجوهري ببغداد، ثنا أبو إسماعيل محمد بن إسحاق السلمي، ثنا سعيد بن أبي مرزوق، ثنا نافع بن يزيد، حدثني الحارث بن سعيد عن عبد الله بن مثنى، عن عمرو بن العاص: أن رسول الله ﷺ أقرأه خمس عشرة سجدة في القرآن ثلاث في المفضل وسورة الحج سحتين.

هذا حديث رواه مصريون، قد احتج الشيعة بأكثرهم؛ وليس في عدد سجود القرآن أثر منه. ولم يخرجاه.

### ٢٢٤ - كان إذا فرغ من أم القرآن رفع صوته فقال: آمين

٨٤٣ \* - أخبرنا أبو أحمد بكر بن محمد الصيرفي بمرو، ثنا أبو الأحمر محمد بن أبيهم بصري، ثنا إسحاق بن إبراهيم بن العلاء الزبيدي، أخبرني عمرو بن الحارث عن عبد الله بن مسلم، عن الزبيدي قال: أخبرني الزهري عن أبي سلمة وسعيد عن أبي هريرة قال: كان رسول الله ﷺ إذا فرغ من أم القرآن رفع صوته فقال: «آمين».

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه بهذا اللفظ. واتفقا على تأخير الإمام وعلى «آمين». وأما وإن أخفاء الإمام، وقد اختار أحمد بن حنبل في جماعة من أهل الحديث بإدخال «آمين» بعد الإمام لقوله ﷺ: «فلذا قال الإمام: ولا الضالين تقولوا. آمين».

٨٤٤ \* - حدثنا علي بن عبد الله الحلبي ببغداد، ثنا العباس بن محمد الدوري، ثنا أبو عاصم النبكي، ثنا فليح بن سليمان عن سعيد بن الحارث قال: اشتمكي أبو هريرة أو هاب صفي لنا هو سعيد الخدري فحضر بالكبير حين افتتح الصلاة، وحين ركع، وحين قال: سمع الله لمن حمده، وحين رفع رأسه من السجود، وحين سجد، وحين رفع، وحين خير.

(٨٤٢) أخرجه أبو داود في «السنن» (١٤٠١)، وابن ماجه في «السنن» (١٠٥٧).

(٨٤٣) أخرجه شعيب بن إسحاق في «السنن» (١/٢٣٥)، وذهب في «السنن الكبرى» (٨/٢)، وابن حبان في «صحيحه» (١) ١١٠ وقد حقه الطائفة.

(٨٤٤) قال في «المعجم» (١٤٣/٢)، عز في الصحيح يستأخرون وقد رواه أحمد ورجال رجال الصحيح.

# السُّنَنُ الْكُتُبُ

للابهام  
أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي  
المتوفى سنة ٤٥٨ هـ

تحقيق  
محمد عبد القادر عطا

الجزء الثاني

المحتوى

تنمة كتاب الصلاة

\*\*\*

مستورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

المعصوب عليهم ولا الضالين قال: آمين، ثم قال: والذي نفسي بيده إن لأشبهكم صلاة رسول الله ﷺ

۲۴۵۲ - أخبرنا علي بن محمد بن عبد الله بن بشوان العدل ببغداد، أنا علي بن محمد المصري، ثنا يحيى بن عثمان بن صالح، ثنا إسحاق بن إبراهيم الزبيدي، أخبرني عمرو بن الحارث، ثنا عبد الله بن سالم، عن الزبيدي قال: أخبرني الهري، عن أبي سلمة، وسعيد أن أبا هريرة قال: كان رسول الله ﷺ إذا فرغ من قراءة آية الفجار، رفع صوته فقال: آمين.

وكذلك رواه أبو الأحوص القاضي عن إسحاق بن إبراهيم بن الغلاء البجلي، وأحمد بن أبي بكر بن الحارث، قال: قال علي بن عمر الحافظ - هذا إسناد حسن - . . . استند هذا الحديث (۲).

### [۱۶۳] - باب جهر المأموم بالتأمين

۲۴۵۳ - أخبرنا أبو الحسن بن الفضل القطان ببغداد، ثنا أبو سهل - باد القطان، ثنا إسماعيل بن إسحاق القاضي، ثنا حجاج / بن منهل، ثنا حماد بن سلمة - هذا ثابت، عن ۵۹ أبي رافع، أن أبا هريرة كان يؤذن لمروان بن الحكم فاشتراط أن لا يسبقه بالصالح حتى يعلم أنه قد دخل الصبح، فكان إذا قال مروان: ولا الضالين قال أبو هريرة: آمين بعد بها صوته، وقال إذا وافق تأمين أهل الأرض تأمين أهل السماء عمر لهم.

۲۴۵۴ - وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ، وأبو سعيد بن أبي عمرو، ثنا أبو الصام محمد بن يعقوب، أنبا الربيع بن سليمان، أنبا الشافعي، أنبا مسلم بن خالد، عن ابن جريج، عن عطاء قال: كنت أسمع الأئمة ابن الزبير ومن بعده يقولون: آمين ومن خلفهم آمين حتى أن للمسجد (۳) للحن.

(۱) هو محمد بن الوليد الزبيدي.

اس بارے میں مولانا امین صفدر اوکاڑوی کہتے ہیں کہ "میں نے غیر مقلدین کا عجیب فراڈ کا عنوان دے کر لکھا تھا کہ ان کے محدث اعظم عبداللہ روپڑی نے دارقطنی، حاکم بیہقی کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ انہوں نے اسے صحیح کہا ہے۔ ملخصاً میں نے لکھا تھا کہ یہ حدیث سرے سے ان کتابوں میں موجود ہی نہیں ہے چاہیکہ اس کو کسی نے صحیح یا حسن کہا ہو۔ یہ اعتراض اتنا زبردست تھا کہ آج تک اس جھوٹے سیلابی کوئی اس کے چہرے سے نہ دھوسکا۔ آل پیرداد نے کمال کر دیا کہ یہ حدیث تینوں کتابوں میں ہے۔ حالانکہ جس حدیث کا حوالہ میں نے دیا ہے "مجموعہ رسائل" ص 243-ج ۱ پر میں اسکی وضاحت کرچکا تھا۔ دیکھو جھوٹ نمبر 29- وہ حدیث اسحاق بن ابراہیم زبیدی والی نہیں بلکہ بشر بن رافع والی ہے۔ آل پیرداد خود نظر چیک کرواے۔ جھوٹوں کی حمایت کر کے انسان اسی طرح زلیل ہوتا ہے۔

میں نے غیر مقلدین کا عجیب فراڈ کا عنوان دے کر لکھا تھا کہ ان کے محدث  
 ہاں اللہ رو پڑی نے دارقطنی، حاکم اور بیہقی کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے اور لکھا  
 کہ انہوں نے اسے صحیح کہا ہے۔ ملاحظہ میں نے لکھا تھا کہ یہ حدیث سرے سے ان کتابوں  
 میں ہی نہیں چھ جائیکہ اس کو کسی نے صحیح یا حسن کہا ہو۔ یہ اعتراض اتنا زبردست تھا کہ  
 اب اس جھوٹ کی سیاقی کوئی اس کے چہرے سے نہ دھوسکا۔ آل بیرداد نے کمال کر دیا  
 حدیث تینوں کتابوں میں ہے۔ حالانکہ جس حدیث کا حوالہ میں نے دیا ہے ”مجموعہ  
 ۱۱“ ص ۲۸۳، ج ۱ پر میں اس کی وضاحت کر چکا تھا۔ دیکھو جھوٹ نمبر ۲۹۔ وہ حدیث  
ابن ابراہیم زبیدی والی نہیں بلکہ بشر بن رافع والی ہے۔ آل بیرداد خود نظر چیک  
کریں۔ جھوٹوں کی حمایت کر کے انسان اسی طرح ذلیل ہوتا ہے۔

میں نے یہیں پر رشد صاحب کے پیش کیے ہوئے کتابوں کے صفحے لگا دیے ہیں قارئین سے درخواست  
 ہے کہ سب اس میں خود دیکھیں کہ بشر بن رافع کا نام کہاں سے اگر کسی کو ملے تو ہمیں بھی دکھا  
 دیں۔

جھوٹ نمبر ۱۵:

اس والے جھوٹ پر جھوٹ رہنے دے اس بات کا اندازہ بھی ہو گیا کہ آپ قرآن کی تفسیر سے یہی نشانہ  
 ہے دیکھ لیں آپ نے بیچ جھوٹ ۱۵+۷ والے امیج۔ رشد صاحب جو بیچ تم نے پیش کیا تھا اس آیت کے  
 بارے میں سکین کر کے اس میں یہ پریس والوں کی غلطی تھی کہ آیت غلط چھاپ دی تھی اور سہی آیت  
 ہے سورہ نسا آیت نمبر ۷۷ میں دیکھ لیں جواب ۱۵ کے نام سے امیجس میں اور یہی اس پر نماز میں ترک  
 رفع یدین تو اس پر تفسیر مدارک اور اسباب النزول دیکھ لیں۔ مولانا نے تحریر نہیں کی۔ آپ نے  
 تحریف کی اُنہی اس بیچ کی تقلید میں قرآن کی آیت غلط ٹایپ کر دی۔ رزا سی شرم نہیں آپکو۔  
 رزا سی تحقیق کر لیجئے انشاء اللہ یہ الزام لگاتے ہی نہیں لیکن آپ ایسا ہی جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم تقلید  
 نہیں کریں تحقیق کرتے ہیں آپ کی تحقیق دیکھ لی۔ اللہ ہمیں ایسی تحقیق سے بچائے۔ آمین!

**JHOOT NO:6**  
**(KHANoo1)**

ایمن ابو کاڑوی صاحب کی من گھڑت آیت :-

ابو کاڑوی صاحب رفع الیدین کے خلاف ٹیبل بٹے ہوئے بیٹھے ہیں:

"فيم الله تعالى" مانتے ہیں: ما ابيها الله من قبل لهم سموا الله انكم واقعوا السلووة اس ایمان والہ اپنے ہاتھوں مارنے کر رہے  
جب تم نماز پڑھو۔

اس آیت سے کئی شخصوں نے غماز کے اندر رفع الیدین سے منع پر ٹیبل لی ہے۔

[حقیق مسلمہ رفع الیدین سے "امناع" مردہ اور اس پر آپ کی نفی مابلی، ضلع جہانگیرم

ان الفاظ سے ماحول پر سے قرآن میں کوئی ایک بھی آیت "موجود نہیں"۔ ابو کاڑوی صاحب نے شخص رفع الیدین کو ممانعت کرنے سے لینے  
کے مع میں جہاں سے "معلق" ہونے مابلی آیت کے آگے "آگہ افسلہ" کا ذکر اسے سارے متعلق جوڑ دیا ہے۔ اس سے بدتر کس مابلی  
تو ایک کی مثال اور یہاں "معلق" سے "حدود" کو چلنے نہیں تو آن مابلی سے جس

JOOT:7



ترجمہ:- ”حضرت چامہ بن سرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس (نماز پڑھنے کی حالت میں) تشریف لائے (اور ہم نماز کے اندر رقعہ یمن کو رکھ رہے تھے) تو بڑی ناراضگی سے فرمایا کہ میں تم کو نماز میں شریک گھوڑوں کی دم کی طرح رقعہ یمن کرتے کیوں دیکھتا ہوں؟ نماز میں ساکن اور مطمئن رہو۔“

نماز تکبیر تحریر سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہوتی ہے، اس کے اندر کسی مکہ رقعہ یمن کرنا خواہ وہ دوسری، تیسری، چوتھی رکعت کے شروع میں ہو یا رکوع میں جاتے اور سر اٹھاتے یا سجدہ میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت ہو۔ اس رقعہ یمن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا اور اسے جانوروں کے فضل سے تشبیہ بھی دی۔ اس رقعہ یمن کو خلاف سکون بھی فرمایا اور پھر حکم دیا کہ نماز سکون سے یعنی بغیر رقعہ یمن کے پڑھا کرو۔

قرآن پاک میں بھی نماز میں سکون کی تاکید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں  
 ا۔ قوموا للہ فانتہن خدا کے سامنے نہایت سکون سے کھڑے ہو۔  
 دیکھئے خدا اور رسول نے نماز میں سکون کا حکم فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اندر رقعہ یمن کو سکون کے خلاف فرمایا۔  
 نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

۴۔ قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلاتہم خاشعون قال ابن عباس الذین لا یرفعون ایدیہم فی صلاتہم (تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ ص ۳۳۳)  
 ”کامیاب ہو گئے وہ مومن جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔“ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یعنی جو نمازوں کے اندر رقعہ یمن نہیں کرتے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

SURAH  
AL-ANBIA  
Q. 27

۳۔ اَلَمْ تَرَ اَلِی الذِّیْنَ قَبِلْ لَہُمْ کَعْبُوۡا اَیْدِیْکُمْ وَاقِیْمُوا الصَّلٰوۃ

اس آیت سے بھی بعض لوگوں نے نماز کے اندر رقعہ یمن کے منع پر دلیل لی ہے

BADTAREN JHOOT  
JHOOT:6

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے۔

\*khan001\*

الجواب:

سب سے پہلے اس بات کو ملحوظ رکھ لیجئے کہ میں نے کوئی آیت خدا تعالیٰ پر ہرگز نہیں کی یہ خدا کی کوئی آیت ہے۔ اسی قسم کے جہاں اس بات کو گہنی چشمہ تاملوں کو مجھ سے دعا فرما کر صاحب کی ان کھڑت سے آجے گا واپس ہے۔ ”یہا ایسا اندس“ اسے بعد ”اصو“ کا تلفظ نہپ سوتے سے جو کیا ہے۔ اس کا کیا کھٹ ہے بھی ہے کہ میں نے کڑے باطن اسی حوالے کی طرف نے وہ رکبات پہلا کہ کافر کی دعا صاحب نے اس میں کھڑت آجے گا کیا ہے۔ مگر ایسے کثیر اور اعلیٰ نوحی ثابت رکبات پہ کیا کہ میں نے اس کا تلفظ اور آئین (کس کیجئے) سے رکبات ہے۔

رہا آپ کا کہنا کہ جو کتنی کس میں میں نے دعا فرمائی صاحب کا وہ رکبات میں میں چھاپے۔ انوں نے غلطی سے سنا تھا مگر کیجئے (نمبر ۷) کو اس طرف میں چھاپا جائے گا۔ جیسا کہ ایک باب ہے کہ کافر کی دعا صاحب نے تہذیب اسی میں کھڑت آجے گئے صاحب کو رکبات جس سے کہ وایت ثابت ہوتی ہے کہ کافر کی دعا صاحب نے اسی سے لکھ دی مگر اب۔ درخت ایسا کہ میں چھاپے۔ انوں نے خودی کر کے کافر کی دعا کا یہ کیا یہ برا وقت باطن کا۔ حجت ہے اور انصاف ہے آپ اس بات کو ملحوظ رکھنا ہے۔

[illegible]

اس میں سب سے مزے کی بات یہ ہے کہ خان صاحب کی بات کا جواب دیتے ہوئے رشد صاحب کہتے ہیں کہ غلط ٹائپ نہیں ہو سکتی پھر نیچے ہی خود لکھتے ہیں کہ "امنو" کا لفظ ٹائپ ہوئے سے رہ گیا۔ اور اس کے نیچے چل کر اپنی باتوں سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ کاتب کی غلطی ہو ہی نہیں سکتی یہ خود گھڑی ہے آیت امین صاحب نے اصل میں یہ بھی کتابت کی غلطی ہے جو کاتب نے کی نہ کہ مولانا امین صفدر صاحب نے اس کے بارے میں واضح بتا دیا ہے کہ اور خود رسایل میں یہ لکھا ہے کہ اگر اس میں کوئی غلطی دیکھی جائے تو اس کو کاتب کی غلطی سمجھا جائے نہ کہ مولانا امین صفدر اوکاڑوی صاحب کی۔ (مجموعہ رسایل جلد 3 ص 4)

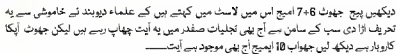
اس سے رشد صاحب کے اس اعتراض کا بھی جواب ملتا ہے کہ دیوبندی ناشرین نے اس کو خاموشی سے اڑا دیا ناشر کو پتا تھا کہ اس میں غلطیاں ہیں اور اسی لیے اس نے لکھا۔ اور خود بقول مولانا امین صفدر کے کہ انہیں نے ناشر کو اگلے ایڈیشن میں ان غلطیوں کو ٹھیک کرنے کا کہا اور ناشر نے اس پر توجہ نہیں کی تو حضرت نے یہ رسائل دوسرے ناشر کو دے دیے تھے۔ (تجلیات صفدر جلد 4 ص 234)

چیلوٹ نصیر 7:

J1100T:7

حق کی پہل میں کیا جاتی ہے، نہ ملے تو نہیں تو آئے دل سے ہے

حکمیہ: اس کتاب "حقیق مستوفیہ" میں ہے کہ اے سچے لوگو! تم لوگوں سے جس طرح کہ تم لوگوں سے اس زمانہ میں ہے۔ اس لیے کہ اس کے طور پر کہ یہ شدہ آیت ہے کہ اس کی تکمیل ہے، یہی ہے کہ اس ہے۔



اللہ ہمیں رشد جیسے جھوٹ اور کذاب لوگوں سے بچائے۔ آمین!

(س میں یہ کہیں گا کہ ایسے جھوٹے لوگوں کہ یہاں owner (یہاں کے سے بین کر دیا جائے اور کو یہاں پوسٹ کرے تو لازمی سکین کا قانون اس پر نافذ کریں۔ جسے رشد صاحب کے دیکھ چکے ہیں دھوکے۔

اب چلتے ہیں رشد صاحب کے سب سے بڑے معرکے کی طرف شاید جس پر ان کا سب سے زیادہ زور پڑا۔

امین اکا زیدی صاحب کی ٹیم نے علی شان میں گستاخی۔

ایک مہیہ جو آٹھ سال کا تھا، اسے چھوڑ دیا تو ملاوٹ پائی۔ مہیہ ملے گا، اس کے جانے کے لئے  
 اسے اٹھانے والا وہی صاحب کہنے لگا:

لیکن آپؑ کو ہرگز نہ سمجھے، نہ آپؑ کو اس کی مصلحتیں معلوم ہوں گی، نہ اس کی مصلحتیں معلوم ہوں گی، نہ اس کی مصلحتیں معلوم ہوں گی۔

[نمبر ۱۰۰۰، ج ۱، ص ۱۰۰]

[illegible][illegible][illegible][illegible]



اسکا جواب بھی مولانا امین صفدر اوکاڑویؒ نے تجلیات صفدر کی جلد 4 میں دیا ہے آپ ساتھی ملاحظہ کریں۔

”احقر نے عرصہ دس سال پہلے ایک رسالہ شایع کیا تھا جس میں 260 باتیں نماز کے بارہ میں ان غیر مقلدین سے پوچھی تھیں۔ اسکا نام ہی غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ہے آج تک غیر مقلدوں پر اس کے جواب میں سکوت مرگ طاری ہے۔ اس رسالے نے غیر مقلدین کے جھوٹ کا پل کھول دیا کہ غیر مقلدین کی نماز کے مکمل احکام اور ترتیب صرف قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ البتہ مجموعہ رسائل میں کچھ کاتب کی غلطیاں تھیں۔ ناشر نے یہ ضروری اعلان لگا دیا کہ اگر ان رسائل میں کوئی کاتب کی غلطی ہو تو وہ غلطی مرتب کی ہی کوتاہی سمجھیں نہ کہ حضرت مولانا محمد امین اوکاڑویؒ کی (مجموعہ رسائل جلد سوم ص 4) اس رسالہ میں کچھ اعتراضات اہل حدیث کے بڑے بھائیوں اہل قرآن کی طرف سے نقل کیے گئے تھے جن کا جواب نام نہاد اہل حدیث پر فرض تھا۔ مثلاً ص 197 پر ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ گدھا سامنے سے گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے (مسلم ص 197، ج 1) لیکن آپ ﷺ نے نماز پڑھائی جبکہ سب کے سامنے گدھی چر رہی تھی (مسلم ص 196، ج 1، ابوداؤد، نسائی) بلکہ آپ ﷺ نے گدھے پر نماز ادا فرمائی۔ یہ قول و فعل کا تضاد کیوں ہے (اسکا جواب اب تک غیر مقلدین نہیں دے سکے) ص 198 پر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کتا سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے (مسلم ص 197، ج 1) لیکن آپ ﷺ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سماتے کھیلتی رہی اور گدھی بھی چرتی رہی۔ اہل قرآن اہل حدیث سے یہ پوچھتے ہیں کہ یہ کیسے پتا چلا کہ یہ سامنے چرنے والا گدھا نہیں گدھی ہے اور کھیلتے والا کتا نہیں کتیا ہے۔ یہ امتیاز شرمگاہ پر نظر پڑنے سے ہوتا ہے یا اس کے بغیر؟ اگر شرمگاہ پر نظر پڑنے سے ہی یہ امتیاز ہوتا ہے تو اس نظر پڑنے سے نماز لوٹائی نہیں گئی۔ کیا آپ کے نزدیک شرمگاہ پر نظر پڑنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں؟ اہل قرآن نام نہاد اہل حدیث سے یہ سوال پوچھتے ہیں۔ وہ آج تک جواب نہیں دے سکے کہ یہ امتیاز کہ وہ گدھا نہیں تھا گدھی تھی اور کتا نہیں تھا کتیا تھی کچھ اور نہ تھا۔ جن کی نظر دونوں کی شرمگاہوں پر پڑی ان کی نماز کا کیا حکم ہے؟ کاتب نے درمیان میں سے کچھ عبارت غلطی سے چھوڑ دی۔ اب اپنی نماز ثابت تو نہیں کر سکے نہ اہل قرآن کے اعتراضات کا جواب دے سکے، مجھے گستاخ رسول کہنے لگے۔ حالانکہ کئی سالوں سے میں نے ناشرین سے کہہ بھی دیا تھا کہ صفحہ نمبر 198 کی آخری آدھی سطر حذف کر دیں۔ کیونکہ اسکو ہانہ بنا کر وہ کتاب کا جواب دینے سے راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔ لیکن ناشر نے توجہ نہ دی اب یہ رسائل دوسرے ناشر کو دیے جا رہے ہیں۔ وہ اغلاط کی تصحیح کے بعد شایع کرے گا۔

دھرتے عرصہ دس سال پہلے ایک رسالہ شائع کیا تھا جس میں ۳۶۰ باتیں نماز کے  
بارے میں تھیں۔ اس کا نام ہی غیر مقلدین کی غیر مشفقہ نماز ہے۔  
اب غیر مقلدوں پر اس کے جواب میں سکوت مرگ چلائی ہے۔ اس رسالے نے غیر  
مقلدین کے اس بہوت کا پل نکال دیا کہ غیر مقلدین کی نماز کے مکمل احکام اور تہمت صرف  
۱۰۰۰ احادیث سے ثابت ہے۔ البتہ جو درمیان میں کچھ کتب کی نقلیں تھیں۔ ناشر نے  
مکرر ایڈیشن نکالا۔ پاکستان میں کوئی نقلی ہو تو وہ نقلی مرچ کی ہی کتاہی سمجھیں  
حضرت مولانا محمد امین اذکار دی کی (مجموعہ رسائل جلد سوم ص ۱۲) اس رسالہ میں کچھ  
اقتضات اہل حدیث کے بڑے بھائیوں اہل قرآن کی طرف سے نقل کیے گئے تھے جن کا  
جواب ہم لہذا اہل حدیث پر فرض تھا۔ مثلاً ص ۹ پر ہے: "آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ  
گودھا سامنے سے گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے" (مسلم ص ۱۹۰ ج ۱) لیکن آپ نے نماز  
مکمل کی جبکہ سب کے سامنے گدھی چڑھتی تھی (مسلم ص ۱۹۶ ج ۱) اور اذکار نے لکھا کہ آپ  
نے گدھے پر نماز ادا فرمائی۔ یہ قول و فعل کا تضاد کیوں ہے (اس کا جواب اب تک غیر  
مقلدین نہیں دے سکے) ص ۱۹۸ پر ہے: "آپ نے فرمایا کہ سامنے سے گزر جائے تو نماز  
کٹ جاتی ہے" (مسلم ص ۱۹۰ ج ۱) لیکن آپ نماز چڑھاتے رہے اور کتنا سامنے نکلتی رہی  
اور گدھی بھی چڑھتی رہی۔ اہل قرآن اہل حدیث سے یہ پوچھتے ہیں کہ یہ کیسے پتہ چلا کہ یہ

سامنے چلنے والا گدھا نہیں گدھی ہے اور کیلئے والا کتا نہیں کتا ہے۔ یہ انتہاء  
پڑنے سے ہوتا ہے یا اس کے بغیر؟ اگر شرمگاہ پر نظر پڑنے سے ہی یہ انتہاء  
اس نظر پڑنے سے نماز ٹوٹی نہیں گئی۔ کیا آپ کے نزدیک شرمگاہ پر نظر پڑنے سے  
جاتی ہے یا نہیں؟ اہل قرآن نام نماز اہل حدیث سے یہ سوال پوچھتے ہیں۔ وہ  
جواب نہیں دے سکے کہ یہ انتہاء کہ وہ گدھا نہیں تھا گدھی تھی اور کتا نہیں تھا کتا  
تھا۔ جن کی خاطر دونوں کی شرمگاہوں پر پڑی ان کی نماز کا کیا حکم ہے؟ کا پتہ نہ ہو  
کچھ حمایت نقلی سے چھوڑ دی۔ اب اپنی نماز ثابت تو نہیں کر سکے نہ اہل قرآن  
اور اقتضات کا جواب دے سکے۔ مجھے کتب رخ رسول کہنے گئے۔ حالانکہ یہی سالوں  
ناشرین سے کہہ بھی دیا تھا کہ صفحہ نمبر ۱۹۸ کی آخری آدھی سطر حذف کر دیں۔ کیا  
بہانہ بنا کر وہ کتاب کا جواب دینے سے ناظر فرار اختیار کر رہے ہیں۔ لیکن ناشر نے  
اب یہ رسائل دوسرے ناشر کو بیچے جارہے ہیں۔ وہ انتہائی پیچھے کے ناشرین کے ہیں